

اسلام میں غیر مسلم اقلیتوں کو مذہبی آزادی

Islam, Minorities and Religious Freedom

Dr. Muhammad Irfan

Lecturer Islamic Studies, Bacha Khan Medical College Mardan

irfan.ibf@gmail.com**Abstract**

Islam is a religion of mercy to all people, both Muslims and non-Muslims. The Prophet was described as being a mercy in the Quran due to the message he brought for humanity: *"And We have not sent you but as a mercy to all the worlds."* (Quran 21:107). Islam is based on peace, harmony, love and compassion in dealings with non-Muslims. All historians agree that there is not a single example in the entire Islamic history in which non-Muslims faced religious oppression by the Muslim caliphs. These just relations between Muslims and people of other faiths were not due to mere politics played by Muslim rulers, but rather they were a direct result of the teachings of the religion of Islam. One which preaches that people of other religions be free to practice their own faith, only accepting the guidance offered by Islam by their own choice. God says in the Quran: *"There is no compulsion in religion..."* (Quran 2:256). Therefore there is need to analyze the teachings of Quran and Sunnah along with the practices and dealings of Muslim Rulers with Non-Muslims to investigate the effects of religion in disputes and conflicts between Muslims and Non-Muslims. This research proceeds with an introduction of the Islamic Teachings about relations with non-Muslims. The second part discusses the teachings of Quran and Sunnah along with an applied study of

the Muslim rulers practices in the history of Islam. The last part consists of conclusion of this research.

Keywords: Minorities, Religious Freedom, Jurists,

آج پوری دنیا بے چینی، بد امنی اور انتشار کا شکار ہے۔ ان حالات میں دنیا کے تمام مذاہب اور ان کے پیشواؤں کو ایک بنیادی کردار ادا کرنا ہو گا تاکہ یہ معاشرہ امن اور آشتی کا گہوارہ بن جائے۔ دور جدید کے بعض مادہ پرست اور آزاد خیال طبقات کا خیال ہے کہ دنیا میں بے اطمینانی مذاہب کی پیدا کردہ ہے اور اس سلسلے میں وہ نعوذ باللہ مذہب اسلام کو اکثر نشانہ بناتے ہیں لیکن یہ محض الزام تراشی ہے۔ اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور مرتب کردہ قانون الہی ہے، اسلام کا معنی ہی 'امن و آشتی' ہے اور اسلام ہر قسم کے دہشت گردی، ظلم و ستم اور استبداد کو ناجائز تصور کرتا ہے۔

اسلام جہاں مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے وہاں وہ اسلامی حکومت میں رہنے والے اقلیتوں کے حقوق کا بھی مکمل پاسا ہے۔ بطور انسان معاشرے میں جو حقوق ایک مسلمان کی حاصل ہے وہی غیر مسلم اقلیتوں کو بھی حاصل ہے اور ان میں کسی کافر اور مسلم کی تفریق نہیں۔

اسلام دیگر ادیان کے معاملہ میں شدت کے بجائے تسامح اختیار کرنے کا درس دیتا ہے۔ چنانچہ اسلام نے یہود اور نصاریٰ کو اہل کتاب کا لقب دیا اور انہیں "اہل الذمہ" قرار دیا، جس میں اس بات کا واضح گام اعتراف ہے کہ ان لوگوں کے جان و مال کی حفاظت اسلامی سلطنت کی ذمہ داری ہے۔ اسلام دیگر انبیاء کرام کی نبوت کا اعتراف کرتا ہے اور ان کی مذہبی کتابوں پر ایمان لانے کو واجب قرار دیتا ہے۔

اسلام یہود و نصاریٰ کو مسلمانوں کے ساتھ چند متفقہ نکات پر جمع ہونے کا درس دیتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يٰٓأَهْلَ ٱلْكِتٰبِ تَعٰلَوْٓا۟ اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنِنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا ٱللّٰهَ وَلَا نَشْرِكَ بِهِۦ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ ٱللّٰهِ﴾

ترجمہ: (مسلمانو! یہود و نصاریٰ سے) کہہ دو کہ: اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آ جاؤ جو ہم تم میں مشترک ہو، (اور وہ یہ) کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور اللہ کو چھوڑ کر ہم ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں۔ پھر بھی اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو: گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم مسلمانوں کو تعلیم دیتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ بحث و مباحثہ اور مجادلہ خوش اسلوبی اور حسن اخلاق کے دائرے میں ہو۔ اسلام نے ہمیشہ افراد اور جماعات کے اندر کے تعلقات میں تسامح اور چشم پوشی کو بہترین اسلوب زندگی قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں کے ساتھ معاملات اور تنازعات کو بھی اچھے طریقے سے حل کرنے کا درس دیا۔ اور یہ درس آپ ﷺ کی پوری حیات طیبہ میں نظر آتا ہے۔ خواہ یہ معاملہ معاہدات کا ہو، جنگ و جدل کا ہو یا حتیٰ کہ دشمن سے بدلہ لینے کا معاملہ ہی کیوں نہ ہو۔ آپ ﷺ نے کبھی انتقام کے لیے جنگ نہیں کی بلکہ ہمیشہ اعلاء کلمۃ اللہ اور باطل قوتوں کے ظلم و استبداد کو روکنے کے لیے جہاد کیا۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے آپ کو غیر مسلموں کے حقوق کا پاساں قرار دیا اور فرمایا: "جس کسی نے کسی کو معاہدہ پر ظلم کیا، یا اس پر ضرورت سے زیادہ بوجھ ڈالا تو قیامت کے روز میں اس غیر مسلم کے حقوق کے لئے اس سے لڑوں گا۔"

نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ غیر مسلموں سے محبت، احترام اور رواداری سے بھری پڑی ہے۔ ایک بار آپ کے سامنے ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو آپ اس کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔ صحابہ کرام علیہم

الرضوان نے آپ سے پوچھا کہ غیر مسلم کے لئے ایسا احترام کیوں؟ تو آپ نے فرمایا: "کیوں، کیا وہ انسان نہیں ہے" ¹

مذہبی آزادی ہر انسان کا بنیادی حق ہے اور اسلام نے بہت واضح الفاظ معاشرے کے تمام افراد کے لیے اس آزادی کا اعلان کیا ہے۔ مذہب کے معاملے میں اسلام کسی طور پر بھی جبر واکراہ سے کام نہیں لیتا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل اور دانائی کی دولت سے نوازا ہے تاکہ وہ برے اور بھلے میں تمیز کر سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ انبیاء اور رسولوں کو مبعوث فرمایا، آسمانی کتابیں نازل فرمائیں تاکہ لوگوں کو حق بات کی طرف راہنمائی کر سکیں لیکن کسی بھی سطح پر اس میں جبر واکراہ کی اجازت نہیں۔ کہ ہر شخص آزادانہ طور پر ہر مسلک اور مذہب کو اپنانے کا پورا پورا حق رکھتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ اسے کسی مسلک و مذہب کے اپنانے پر مجبور کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ ²

"دین کے سلسلے میں کوئی جبر نہیں ہے، ہدایت اور ضلالت واضح ہو چکی ہے۔"

حضور ﷺ کے قلب میں فطری طور پر یہ تمنا موج زن تھی کہ آپ کے مخاطبین میں سے ہر ایک کو راہ ہدایت مل جائے۔ اس لیے آپ سے کہا گیا: ﴿لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ﴾ ³

"آپ کی ذمہ داری نہیں ہے کہ لازماً انھیں راہ راست پر لے آئیں، بلکہ یہ اللہ کا کام ہے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔"

اس کے ساتھ ایک بنیادی اصول بھی بیان فرمایا: ﴿فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيُكْفُرْ﴾ ⁴

"جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے۔"

قرآن مجید نے کہا کہ مذہب پر گفتگو بھی ہو سکتی ہے، لیکن یہ گفتگو تہذیب کے دائرے میں ہونی

چاہیے۔ ہدایت ہے:

﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾⁵

"اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کر کے

دعوت دو، اور (اگر بحث کی نوبت آئے تو) ان سے بحث بھی ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو۔

یقیناً تمہارا پروردگار ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کے راستے سے بھٹک گئے ہیں، اور ان

سے بھی خوب واقف ہے جو راہ راست پر قائم ہیں۔"

یعنی مذہب پر گفتگو ہو تو سلیقے اور تہذیب سے ہو، اس کے لیے غلط اور ناشائستہ انداز نہ اختیار کیا جائے۔

مسلمان صرف اس بات کا مکلف ہے کہ وہ غیر مسلموں کو دعوت دے، اب یہ ان کی مرضی ہے کہ وہ اسے قبول کرتے یا نہیں۔

حضرت عمرؓ نے ایک بوڑھی عیسائی خاتون کو اسلام کی دعوت دی اور کہا کہ اسلام لے آؤ محفوظ

ہو جاؤ گی۔ یقیناً اللہ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ وہ عورت کچھ سوچ کر بولنے لگی کہ میں

اب تو (موت کے) قریب ہی ہوں۔ (یعنی اب کیا فائدہ) آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔⁶

سن ۹ ہجری میں نبی کریم ﷺ کے پاس نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد حاضر ہوا جو ساٹھ کے قریب

افراد پر مشتمل تھا۔ آپ ﷺ نے اس وفد کو اعزاز و اکرام کے ساتھ مسجد نبوی میں ٹھہرایا۔ جب ان کی

نماز کا وقت ہوا تو انہوں نے مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے لگے۔ صحابہ کرام میں سے بعض ان کو روکنے کے لیے اٹھنے لگے لیکن آپ ﷺ نے انہیں روکا اور ان لوگوں کو مسجد نبوی میں اپنی عبادت مکمل کرنے کی اجازت دی۔ اس اہم واقعہ کو ابن جریر طبری اور علامہ ابن کثیر نے نقل کیا ہے ان کے علاوہ سیرت کی مشہور کتاب زاد المعاد اور سیرت ابن ہشام میں بھی یہ واقعہ موجود ہے۔⁷ ذیل میں اس واقعہ کا متن مذکور ہے:

" قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ: قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ مَسْجِدَهُ حِينَ صَلَّى الْعَصْرَ، عَلَيْهِمْ ثِيَابُ الْحَبَرَاتِ: جَبَبٌ وَأُرْدِيَةٌ، فِي جِهَالِ رِجَالِ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ. قَالَ: يَقُولُ بَعْضُ مَنْ رَأَاهُمْ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا رَأَيْنَا بَعْدَهُمْ وَفَدًا مِثْلَهُمْ. وَقَدْ حَانَتْ صَلَاتُهُمْ، فَقَامُوا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصَلُّونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعُوهُمْ فَصَلُّوا إِلَى الْمَشْرِقِ."⁸

”محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن جعفر نے بتایا کہ وفد نجران مدینہ منورہ میں داخل ہوا جب نبی کریم ﷺ عصر کی نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ یمنی کپڑوں میں ملبوس قبائیں اور چادریں پہنے ہوئے، کچھ صحابہ کرام نے انہیں دیکھ کر کہا ہم نے اُن جیسا وفد نہیں دیکھا، ان کی نماز کا وقت ہو گیا اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو! انہوں نے مشرق کی طرف نماز ادا کی۔“

عہد نبوی ﷺ اور بعد کے ادوار میں نہ صرف اہل کتاب کو اپنے مذہب پر باقی رہنے کی اجازت دی گئی بلکہ انہیں اپنے تمام مذہبی شعائر اپنانے کی اجازت بھی دی گئی بس اس شرط کے ساتھ کہ وہ مسلمانوں کے اجتماعی معاملات میں خلل نہ ہوں۔ اہل نجران کے ساتھ طے پانے والے معاہدہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحریر فرمایا تھا:

"ولنجران وحاشيتهم جوار الله و ذمة محمد النبي رسول الله علي انفسهم وملتهم و ارضهم و اموالهم و غائبهم و شاهدهم و بيعهم و صلواتهم لا يغيروا اسقفا عن اسقفيته ولا راهبا عن رهبانية ولا واقفا عن وقفانيته وكل ما تحت ايديهم من قليل او كثير."⁹

"نجران اور ان کے حلیفوں کو اللہ اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ حاصل ہے۔ ان کی جائیں، ان کی شریعت، زمین، اموال، حاضر و غائب اشخاص، ان کی عبادت گاہوں اور ان کے گرجا گھروں کی حفاظت کی جائے گی۔ کسی پادری کو اس کے مذہبی مرتبے، کسی راہب کو اس کی رهبانیت اور کسی صاحب منصب کو اس کے منصب سے ہٹایا نہیں جائے گا اور ان کی زیر ملکیت ہر چیز کی حفاظت کی جائے گی۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلامی مملکت کے طول و عرض میں وسیع علاقہ آچکا تھا اور مختلف اقوام و مذاہب کے لوگ آپ کی رعایا میں شامل تھے۔ آپ کے دور میں ذمی رعایا کو مکمل مذہبی آزادی حاصل تھی، ان کی عبادت گاہوں کو مکمل تحفظ حاصل تھا اور وہ آزادانہ طور پر اپنے مذہبی عبادت بجالا سکتے تھے۔ بقول شبلی نعمانی رحمہ اللہ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب روم و فارس کے ممالک کو زیر نگین کیا تو (وہاں کے عیسائیوں اور یہودیوں کی حالت دفعۃً بدل گئی۔ جو حقوق ان کو دیئے گئے اس کے لحاظ سے گویا وہ رعایا نہیں رہے بلکہ اس قسم کا تعلق رہ گیا جیسا دو برابر کے معاہدہ کرنے والوں میں ہوتا ہے۔"¹⁰

سن 15 ہجری میں بیت المقدس کے فتح کے موقع پر اہل ایلیاء کے ساتھ آپ کا ایک تاریخی معاہدہ ہوا جو اکثر کتب تاریخ میں موجود ہے۔ اس معاہدے کی رو سے وہاں کے رہنے والوں کو مکمل مذہبی آزادی دی گئی اور ان کے گرجا گھروں کو بھی مکمل تحفظ فراہم کرنے کا معاہدہ طے ہوا۔ اس معاہدے کا متن درج ذیل ہے:

"بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما أعطى عبد الله عمر أمير المؤمنين أهل إيلياء من الأمان، أعطاهم أماناً لأنفسهم وأموالهم، ولكنائسهم وصلبانهم، وسقيمها وبريئها

وسائر ملتھا، أنه لا تسكن كنائسهم ولا تهدم، ولا ينتقص منها ولا من حيزها، ولا من صليبهم، ولا من شيء من أموالهم، ولا يكرهون على دينهم، ولا يضار أحد منهم، ولا يسكن بإيلياء معهم أحد من اليهود، وعلى أهل إيلياء أن يعطوا الجزية كما يعطي أهل المدائن، وعليهم أن يخرجوا منها الروم واللصوت، فمن خرج منهم فإنه آمن على نفسه وماله حتى يبلغوا مأمنهم، ومن أقام منهم فهو آمن، وعليه مثل ما على أهل إيلياء من الجزية، ومن أحب من أهل إيلياء أن يسير بنفسه وماله مع الروم ويخلي بيعهم وصلبهم فإنهم آمنون على أنفسهم وعلى بيعهم وصلبهم، حتى يبلغوا مأمنهم، ومن كان بها من أهل الأرض قبل مقتل فلان، فمن شاء منهم قعدوا عليه مثل ما على أهل إيلياء من الجزية، ومن شاء سار مع الروم، ومن شاء رجع إلى أهله فإنه لا يؤخذ منهم شيء حتى يحصد حصادهم، وعلى ما في هذا الكتاب عهد الله وذمة رسوله وذمة الخلفاء وذمة المؤمنين إذا أعطوا الذي عليهم من الجزية شهد على ذلك خالد بن الوليد، وعمر بن العاص، وعبد الرحمن بن عوف، ومعاوية بن أبي سفيان وكتب وحضر سنة خمس عشرة.¹¹

"یہ وہ امان ہے جو اللہ کے بندے امیر المؤمنین عمر (رضی اللہ عنہ) نے ایلیاء کے لوگوں کو دی۔ یہ امان ان کی جان، ان کی مال، ان کے گرجا، صلیب، تندرست اور بیمار اور تمام اہل مذہب والوں کے لیے ہے اس طرح پر کہ ان کے کنیسوں میں نہ سکونت کی جائے گی، نہ وہ ڈھائے جائیں گے، نہ ان کو اور نہ کے احاطہ کو کچھ نقصان پہنچایا جائے گا۔ نہ ان کی صلیبوں اور ان کے اموال میں کچھ کمی اور نقصان کیا جائے گا۔ ان کے دین کے معاملے میں ان پر کسی قسم کا جبر اور اکراہ نہیں ہو گا اور نہ ان میں سے کسی کو تکلیف اور نقصان پہنچایا جائے گا۔ ایلیاء میں ان کے ساتھ یہودی نہ رہنے پائیں۔ ایلیاء والوں پر یہ فرض ہے کہ دیگر شہروں کے باسیوں کی طرح جزیہ

دیں اور یونانیوں اور چوروں کو نکال دیں۔ ان یونانیوں میں جو شہر سے نکلے گا اس کی جان اور مال کو امن ہے تاکہ وہ جائے پناہ میں پہنچ جائے اور جو ایلیا ہی مس رہنا اختیار کر لے تو اس کو بھی امن ہے اور اس کو جزیہ دینا ہو گا اور ایلیا والوں میں سے جو شخص اپنی جان اور مال لے کر یونانیوں کے ساتھ چلا جانا چاہے تو ان کو اور ان کے گرجاؤں کو اور صلیبوں کو امن ہے یہاں تک کہ وہ اپنی جائے پناہ تک پہنچ جائیں اور جو کچھ اس تحریر میں ہے اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ، اللہ کے رسول ﷺ اور رسول خدا کے خلفاء اور مسلمانوں کا ذمہ ہے بشرط یہ کہ لوگ مقررہ جزیہ ادا کرتے رہیں۔ خالد بن ولید، عمرو بن العاص، عبدالرحمن بن عوف اور معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہم) اس تحریر پر گواہ ہیں اور یہ معاہدہ سن 15 ہجری میں لکھا گیا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس مذکورہ بالا معاہدے میں صراحت کے ساتھ اس بات کا اعلان موجود ہے کہ اسلامی سلطنت کے اندر رہنے والے دیگر اہل مذاہب کو اور ان کے معابد و کنائس اور مکمل آزادی اور تحفظ حاصل ہو گا۔ گرجے اور چرچ کی نسبت تو نہایت تفصیل سے لکھا گیا کہ نہ تو توڑے جائیں گے، نہ ان کی عمارات کو کسی طرح کا نقصان پہنچایا جائے گا اور نہ ان کے احاطوں میں دست اندازی کی جائے گی۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اسلام میں صرف اسلامی شعائر کی حرمت کا تصور موجود نہیں بلکہ ہر مذہب کے رہنے والوں کے شعائر اور مقدسات کی حرمت کو اسلام میں ضروری قرار دیا گیا ہے۔

علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ اس معاہدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مذہبی آزادی کی نسبت دوبارہ تصریح ہے کہ ولا یکرہون علی دینہم۔ عیسائیوں کے خیال میں چونکہ حضرت عیسیٰ کو یہودیوں نے صلیب دے کر قتل کیا تھا اور یہ واقعہ خاص بیت المقدس میں پیش آیا تھا اس لیے ان کی خاطر سے یہ شرط منظور کی کہ یہودی بیت المقدس میں نہ رہنے

پائیں گے۔ یونانی باوجود اس کے کہ مسلمانوں سے لڑے تھے اور درحقیقت وہی مسلمانوں کے اصلی عدوتھے تاہم ان کے لیے یہ رعایتیں ملحوظ رکھیں کہ بیت المقدس میں رہنا چاہیں تو رہ سکتے ہیں اور نکل جانا چاہیں تو نکل سکتے ہیں۔ دونوں حالتوں میں ان کو امن حاصل ہو گا اور ان کے گرجاؤں اور معبدوں سے کچھ تعرض نہ کیا جائے گا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ بیت المقدس کے عیسائی اگر یہ چاہیں کہ وطن سے نکل کر رومیوں سے جاملیں تو اس پر بھ ان سے کچھ تعرض نہ کیا جائے گا بلکہ ان کے گرجا وغیرہ جو بیت المقدس میں ہیں سب محفوظ رہیں گے۔ کیا کوئی قوم، مفتوح ملک کے ساتھ اس سے بڑھ کر انصافانہ برتاؤ کر سکتی ہے؟¹²

مختلف ادوار میں گرجا گھر اور کلیسے اسلامی حکومت میں موجود رہے ہیں۔ کبھی بھی انہیں ادنیٰ گزند تک نہیں پہنچائی گئی بلکہ حکومت نے ان کی حفاظت کی ہے اور غیر مسلموں کو ان میں عبادت کی انجام دہی کے لیے سہولیات فراہم کی ہیں۔ اسلام کی رو سے اقلیتوں کے شخصی معاملات بھی ان کی شریعت (Personal law) کے مطابق طے کیے جائیں گے، اسلامی قانون ان پر نافذ نہیں کیا جائے گا۔ جن افعال کی حرمت ان کے مذہب میں بھی ثابت ہے ان سے تو وہ ہر حال میں منع کیے جائیں گے، البتہ جو افعال ان کے ہاں جائز اور اسلام میں ممنوع ہیں انہیں وہ اپنی بستیوں میں آزادی کے ساتھ کر سکیں گے اور خالص اسلامی آبادیوں میں حکومت اسلامیہ کو اختیار ہو گا کہ انہیں آزادی دے یا نہ دے:

علامہ کاسانی بدائع الصنائع میں فرماتے ہیں:

"ولا يمنعون من اظهار شئ مما ذكرنا من بيع الخمر والخنزير والصليب وضرب الناقوس في قرية او موضع ليس من امصار المسلمين ولو كان فيه عدد كثير من اهل الاسلام وانما يكره ذلك في امصار المسلمين و هي التي يقام فيها الجمع والاعیاد و الحدود، و

اما اظهار فسق يعتقدون حرمتہ کا لزنا و سائر الفواحش التي هي حرام في دينهم فانهم يمتنعون من ذلك سواء كانوا في امصار المسلمين او في امصارهم.¹³

"جو بستیاں اور مقامات مسلمانوں کے شہروں میں سے نہیں ہیں ان میں ذمیوں کو شراب و خنزیر بیچنے اور صلیب نکالنے اور ناقوس بجانے سے نہیں روکا جائے گا خواہ وہاں مسلمانوں کی کتنی ہی کثیر تعداد آباد ہو۔ البتہ یہ افعال مسلمان آبادی کے شہر میں مکروہ ہیں جہاں جمعہ و عیدین اور حدود قائم کی جاتی ہوں۔ رہا وہ فسق جس کی حرمت کے وہ بھی قائل ہیں، مثلاً زنا اور دوسرے تمام فواحش جو ان کے دین میں بھی حرام ہیں تو اس کے اظہار سے ان کو ہر حال میں روکا جائیگا خواہ مسلمانوں کے شہر میں ہوں یا خود ان کے اپنے شہر میں۔"

یعنی اقلیتیں اپنی قدیم عبادت گاہوں کے اندر رہ کر اپنے تمام مذہبی امور بجالا سکتے ہیں، حکومت اسلامیہ اس میں دخل دینے کی مجاز نہیں ہے۔ تاہم اس ذیل میں اقلیتوں کو مسلمانوں کے شعائر مذہبی کے احترام کو ملحوظ رکھنا ہو گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ:

"أما مصر مصرته العرب فليس للعجم ان يبنوا فيه بناء بيعة ولا يضربوا فيه ناقوسا ولا يشربوا فيه خمرًا ولا يتخذوا فيه خنزيرًا أما مصر كانت العجم مصرته يفتحه الله علي العرب فنزلوا علي حكمهم فللعجم ما في عهدهم وللعجم علي العرب ان يوفوا بعهدهم.¹⁴

"جن شہروں کو مسلمانوں نے آباد کیا ہے ان میں ذمیوں کو یہ حق نہیں ہے کہ نئی عبادت گاہیں اور کنائس تعمیر کریں، یا ناقوس بجائیں، شراہیں پیئیں اور سور پالیں۔ باقی رہے وہ شہر جو عجمیوں کے آباد کیے ہوئے ہیں اور جن کو اللہ نے عربوں (یعنی مسلمانوں) کے ہاتھ پر فتح کیا اور

انہوں نے مسلمانوں کے حکم پر اطاعت قبول کر لی تو عجم کے لیے وہی حقوق ہیں جو ان کے معاہدے میں طے ہو جائیں اور عرب پر ان کا ادا کرنا لازم ہے۔“

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ بات عیاں ہے کہ اسلام میں غیر مسلم اقلیتوں کو مذہب کے سلسلے میں مکمل آزادی حاصل ہے وہ آزادانہ طور پر اپنی عبادات بجالا سکتے ہیں اور نئی عبادت گاہیں تعمیر کر سکتے ہیں۔ ان معاہدات سے اقلیتوں کے حقوق کا جو خاکہ سامنے آتا ہے وہ یہ کہ:

- اسلامی حکومت کے ماتحت رہنے والی غیر مسلم رعایا کو مساوی قانونی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔
- ان کے مذہب سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا جاسکتا۔
- ان کے اموال، ان کی جان اور ان کی عزت و آبرو کی حفاظت اسلامی حکومت کے ذمہ ہوتی ہے۔
- اسلامی حکومت کے اندرونی استحکام کی خاطر خلیفہ یا سربراہ مملکت انہیں انتظامی امور کے عہدے جس حد تک مناسب سمجھے تفویض کر سکتا ہے۔
- اپنے مذہبی عہدے دار وہ خود متعین کرنے کے مجاز ہیں اور ان کی عبادت گاہیں قابل احترام ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ لا یغیر حق من حقوقہم و امثلتہم۔ تو اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ ان کی عبادت گاہوں میں کسی قسم کا تغیر نہ کیا جائے اور ان کا احترام بہر حال قائم رکھا جائے گا۔
- ان سب چیزوں کے عوض غیر مسلم رعایا اسلامی حکومت کو کیا دے گی؟ وہی کچھ جو مسلم رعایا دیتی ہے۔ جو محاصل مسلم دے گا اس کا نام زکوٰۃ و عشر ہو گا اور جو محاصل غیر مسلم رعایا دے گی وہ جزیہ یا خراج کہلائے گا۔ یہ اسلامی بیت المال میں جمع ہونے والی رقوم کی الگ الگ دو مدوں کے نام ہیں، اس میں کسی کہتری یا برتری کا کوئی تصور نہیں ہے، جزیہ محافظت کی جزا ہے جسے ادا کرنے کے بعد غیر مسلم رعایا جنگی خدمات سے مستثنیٰ ہو جاتی ہے اور اسلامی حکومت ان کے مال، جان اور آبرو کی حفاظت کی ذمہ دار ہوتی ہے۔

وہ معاہدات جو دورِ صدیقی میں ہوئے اگرچہ ان کی تعداد کثیر ہے۔ یہاں ان میں سے چند ایسے معاہدے نقل کیے جاتے ہیں جن میں تمام کا خلاصہ آجاتا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب حسبِ فرمان خلیفہ اول دمشق اور شام کی سرحدوں سے عراق اور ایران کی طرف لوٹے تو راستے میں باشندگانِ عانات کے ساتھ یہ معاہدہ کیا:

اہلِ عانات سے معاہدہ

- (۱) ان کے گرجے اور خانقاہیں منہدم نہیں کی جائیں گی۔
- (۲) وہ ہماری نماز پنجگانہ کے سوا ہر وقت اپنا ناقوس بجا سکتے ہیں ان پر کوئی پابندی نہیں۔
- (۳) وہ اپنی عید پر صلیب نکال سکتے ہیں۔
- (۴) مسلمان مسافر کی تین دن ضیافت کریں اور وقت پڑنے پر مسلمانوں کی جان و مال کی نگہداشت کریں¹⁵۔

اہلِ حیرہ سے معاہدہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں آپ کے حکم اہلِ حیرہ سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جو معاہدہ کیا۔ اس میں بھی ان کو مکمل حقوق دیئے گئے۔ اس معاہدہ کی دفعات حسبِ ذیل ہیں¹⁶:

- (۱) کسی کافر کی مسلمانوں کے خلاف اعانت مت کرو۔
- (۲) مسلمانوں کی مخالفت نہ کرو۔
- (۳) ہمارے دشمن کو ہمارے خفیہ راز مت بتاؤ۔
- (۴) اگر وہ ان دفعات کی پابندی نہ کریں گے تو ہماری طرف سے بھی ان کی امان دہی کا معاہدہ ختم ہو جائے گا۔

(۵) اور ایفائے عہد کی صورت میں جس میں ادائے ٹیکس (جزیہ) بھی شامل ہے۔ ہم ان کی کسی بھی وقت امانت اور حمایت میں سبقت کرنے سے دریغ نہ کریں گے۔

(۶) اگر وہ ہمارے ماتحت رہے تو ان کے لیے جملہ مراعات ہوں گی، جو اہل ذمہ کے لیے ہیں۔

(۷) درج ذیل اشخاص کا جزئیہ (محاصل) معاف ہے:

(۱) ان بوڑھوں کا جو کام کاج نہیں کر سکتے۔

(ب) آسمانی آفات کے ہاتھوں تباہ شدگان کا۔

(ج) اس فقیر کا جو خیرات پر گذراوقات کرتا ہے۔

(۸) متذکرہ بالا تین قسم کے اشخاص کو اسلامی بیت المال سے وظیفہ ملے گا، بشرطیکہ وہ مفتوحہ علاقے سے کسی غیر جگہ منتقل نہ ہوں (اگرچہ وہ غیر مسلم ہی رہیں)۔

(۹) لباس میں ذمی لوگ فوجی لباس کے سوا جو چاہیں پہنیں۔ فوجی لباس پہننے کی صورت میں مقدمہ چلے گا اور اگر وہ عدالت کو مطمئن نہ کر سکے تو جرم کے مطابق ان کو سزا دی جائے گی۔

(۱۰) اگر وہ مسلمانوں سے کسی قسم کی اعانت کے طلب گار ہوں، خواہ مال ہی ہو اس سے دریغ نہ کیا جائے گا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہت سی ہدایات ہمیں ملتی ہیں جو آپ نے لشکر اسلام کے سپہ سالاروں کو تحریری طور پر یا زبانی دیں۔ ان میں سب سے جامع ہدایات وہ ہیں جو آپ نے شام بھیجی جانے والی فوج کے سالاروں کو دی تھیں۔ آپ نے فرمایا تھا:

"أوصيكم بتقوي الله اغزوا في سبيل الله فقاتلوا من كفر بالله فإن الله ناصر دينه
ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تجبنوا ولا تفسدوا في الارض ولا تعصوا ماتؤمرون. . ."

ولا تغرقن نخلا ولا تحرقنها ولا تعقروا بهيمة ولا شجرة تثمر ولا تهدموا بيعة ولا تقتلوا الولدان ولا الشيوخ ولا النساء وستجدون اقواما حبسوا انفسهم في الصوامع فدعوهم وما حبسوا انفسهم له وستجدون آخرين اتخذ الشيطان في رؤوسهم أفحاصا فإذا وجدتم اولئك فاضربوا اعناقهم.¹⁷

"میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اللہ کے راستے میں جہاد کرو جن لوگوں نے خدا کو ماننے سے انکار کر دیا ہے ان سے جنگ کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے دین کی نصرت فرمائے گا غلول (مال غنیمت میں چوری) نہ کرنا، غداری نہ کرنا، بزدلی نہ دکھانا، زمین میں فساد نہ مچانا اور احکامات کی خلاف ورزی نہ کرنا،۔۔۔، کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انہیں جلانا، چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا اور نہ پھلدار درخت کو کاٹنا، کسی عبادت گاہ کو مت گرانا اور نہ ہی بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل کرنا، تمہیں بہت سے ایسے لوگ ملیں گے جنہوں نے گر جا گھروں میں اپنے آپ کو مجبوس کر رکھا ہے اور دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا۔ ان کے علاوہ تمہیں کچھ دوسرے لوگ ملیں گے جو شیطانی سوچ کے حامل ہیں (یہ لوگ گر جا گھروں کے خدام کہلاتے ہیں لیکن لوگ جنگ میں ان کے مشوروں پر عمل کرتے ہیں) جب تمہیں ایسے لوگ ملیں تو ان کی گردنیں اڑادو۔"

مندرجہ بالا حقائق سے یہ بات عیاں ہے کہ اسلام میں غیر مسلم اقلیتوں کو نہ صرف مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے بلکہ ان کو وہ تمام تر حقوق حاصل ہے جو ایک رعایا کی ضرورت ہوتی ہیں۔ اسلام نے ان کو جان و مال کے تحفظ کے ساتھ ساتھ بہت ساری دیگر رعایتیں بھی دی ہیں تاکہ کوئی ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچا سکیں۔

اسلام میں اقلیتوں کے مقدس مقامات کا تحفظ

اسلام جہاں مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے وہی وہ غیر مسلموں کے حقوق کا بھی مکمل پاسا ہے۔ بطور انسان معاشرے میں جو حقوق ایک مسلمان کی حاصل ہے وہی غیر مسلم اقلیتوں کو بھی حاصل ہے اور ان میں کسی کافر اور مسلم کی تفریق نہیں۔ مذہبی آزادی ہر انسان کا بنیادی حق ہے اور اسلام نے بہت واضح الفاظ معاشرے کے تمام افراد کے لیے اس آزادی کا اعلان کیا ہے۔ مذہب کے معاملے میں اسلام کسی طور پر بھی جبر و اکراہ سے کام نہیں لیتا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل اور دانائی کی دولت سے نوازا ہے تاکہ وہ برے اور بھلے میں تمیز کر سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ انبیاء اور رسولوں کو مبعوث فرمایا، آسمانی کتابیں نازل فرمائیں تاکہ لوگوں کو حق بات کی طرف راہنمائی کر سکیں لیکن کسی بھی سطح پر اس میں جبر و اکراہ کی اجازت نہیں۔ کھر شخص آزادانہ طور پر ہر مسلک اور مذہب کو اپنانے کا پورا پورا حق رکھتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ اسے کسی مسلک و مذہب کے اپنانے پر مجبور کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۚ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ﴾¹⁸

"دین کے سلسلے میں کوئی جبر نہیں ہے، ہدایت اور ضلالت واضح ہو چکی ہے۔"

عہد نبوی ﷺ اور بعد کے ادوار میں نہ صرف اہل کتاب کو اپنے مذہب پر باقی رہنے کی اجازت دی گئی بلکہ انہیں اپنے تمام مذہبی شعائر اپنانے کی اجازت بھی دی گئی بس اس شرط کے ساتھ کہ وہ مسلمانوں کے اجتماعی معاملات میں مخل نہ ہوں۔ اہل نجران کے ساتھ طے پانے والے معاہدہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحریر فرمایا تھا:

"ولنجران وحاشيتهم جوار الله و ذمة محمد النبي رسول الله علي انفسهم وملتهم و ارضهم و اموالهم و غائبهم و شاهدهم و بيعهم و صلواتهم لا يغيروا اسقفا عن اسقفية ولا راهبا عن رهبانية ولا واقفا عن وقفائنه وكل ما تحت ايديهم من قليل او كثير."¹⁹

"نجران اور ان کے حلیفوں کو اللہ اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ حاصل ہے۔ ان کی جائیں، ان کی شریعت، زمین، اموال، حاضر و غائب اشخاص، ان کی عبادت گاہوں اور ان کے گرجا گھروں کی حفاظت کی جائے گی۔ کسی پادری کو اس کے مذہبی مرتبے، کسی راہب کو اس کی رهبانیت اور کسی صاحب منصب کو اس کے منصب سے ہٹایا نہیں جائے گا اور ان کی زیر ملکیت ہر چیز کی حفاظت کی جائے گی۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلامی مملکت کے طول و عرض میں وسیع علاقہ آچکا تھا اور مختلف اقوام و مذاہب کے لوگ آپ کی رعایا میں شامل تھے۔ آپ کے دور میں ذمی رعایا کو مکمل مذہبی آزادی حاصل تھی، ان کی عبادت گاہوں کو مکمل تحفظ حاصل تھا اور وہ آزادانہ طور پر اپنے مذہبی عبادت بجالا سکتے تھے۔ بقول شبلی نعمانی رحمہ اللہ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب روم و فارس کے ممالک کو زیر نگین کیا تو (وہاں کے عیسائیوں اور یہودیوں کی حالت دفعۃً بدل گئی۔ جو حقوق ان کو دیئے گئے اس کے لحاظ سے گویا وہ رعایا نہیں رہے بلکہ اس قسم کا تعلق رہ گیا جیسا دو برابر کے معاہدہ کرنے والوں میں ہوتا ہے۔"²⁰

خلاصہ: مندرجہ بالا تمام دلائل و نظائر کی روشنی میں یہ بات بالکل عیاں ہے کہ اسلام نے ہمیشہ اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی دی، انہیں اپنے معابد اور کنائس کو آباد رکھنے اور آزادانہ طور پر ان میں عبادت بجالانے کے حق کو تسلیم کیا اور اقلیتوں کے ان حقوق کے تحفظ کو اسلامی سلطنت کی ذمہ داریوں میں شامل کر دیا۔ خلافت راشدہ اور اس کے بعد کئی سو سال تک قائم اسلامی حکومتوں نے ہمیشہ اقلیتوں کے

ان کے حقوق کا تحفظ کیا اور کبھی بھی انہیں اسلام لانے یا اپنے مذہب کو چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ پر امن بقائے مذہبی کو ترجیح دی جس کی وجہ سے معاشرے میں پر امن فضا برقرار رہ سکی۔

مصادر و مراجع

- ¹ صحیح البخاری۔ کتاب الجنائز۔ باب من قام الجنائز یهودی: 1312، صحیح مسلم۔ کتاب الجنائز۔ باب القيام للجنائز: 961
Saheeh ul Bukhari, Kitab Al Janayez, Hadith No 1312, Saheeh Muslim, Kitab ul Janayez, Hadith No 961
- ² سورة البقرة 2:256
Sura Al Baqarah 2:256
- ³ سورة البقرة 2:272
Sura Al Baqarah 2:272
- ⁴ سورة الكهف 18:29
Sura Al Kahaf 18:29
- ⁵ سورة النحل 16:125
Sura Al Nahal 125:16
- ⁶ دار قطنی، ابوالحسن علی بن عمر۔ سنن دار قطنی۔ 32/1
Dar Qutni, Abul Hasan Ali bin Umar, Sunan Dar Qutni, 32/1
- ⁷ ابن هشام، عبد الملک بن هشام۔ السيرة النبوية۔ 574/1۔ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، 357/1
Ibn Hishtam, Abdul Malik bin Hisham, Al Siraht ul Nabvia, 574/1. Muhammad ibn Sad, Al Tabqatul Kubra, 357/1
- ⁸ ابن کثیر، أبو الفداء إسماعیل بن عمر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ 50/2۔ ابن جریر طبری، جامع البیان۔ 152/6
Ibn Kathir, Abul Fida Ismail bn Umar, Tafseer ul Quran Al Azeem, 52/2. Ibn Jareer, Tabir, Jami ul Bayan, 152/6
- ⁹ ابن سعد، أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي۔ الطبقات الکبریٰ۔ باب وفد نجران، 1/358۔
Ibn Saad, Abu Abdullah Muhammad ibn Saad bin Maneel Hashim, Al Tabqat ul Kubra, Chapter Wafd Najra, 358/1

¹⁰ شبلی نعمانی۔ الفاروق۔ ص 261

Shibli Numani, Al Farooq, Page 261

¹¹ طبری، أبو جعفر محمد بن جریر بن یزید۔ تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) 3/609

Tabri, Abu Jafar Muhammad bin Jareer bin Yazeed, Tareekh ul Rusul wal Mulook. 609/3

¹² شبلی نعمانی۔ الفاروق۔ ص 263-264

Shibli Numani, Al Farooq, Page 264

¹³ کاسانی، علاء الدین، أبو بکر بن مسعود بن أحمد۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔ 7/113

Kasani, Alauddin, Abubakar bin Masood bin Ahmad, Bada'iy ul Sana'iy fe Tarte'eb al Shariy,

113/7

¹⁴ ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم۔ الکتاب المصنف فی الأحادیث والآثار۔ باب ما قالوا فی ہدم الکنائس و بیوت النار، 6/467

Ibn Abi Shaiba, Abdullah bin Muhammad bin Ibrahim, Al Kitab Al Musnafa fil Aahdith

wal Aasaar, 467/6

¹⁵ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر۔ الوثائق السیاسیہ، ص: 323، وثیقہ: 298 نیز دیکھئے: ابویوسف، کتاب الخراج، ص: 145

Muhammad Hameed ullah, Dr. Al Wasyeq us Seysyia, Page 323, and Abu Yousaf, Chapter

Al Khiraj, Page 145

¹⁶ تفصیل کے لیے دیکھئے: محمد حمید اللہ، ڈاکٹر۔ الوثائق السیاسیہ، 316، وثیقہ: 291 نیز دیکھئے: ابویوسف، کتاب الخراج، ص: 155

Muhammad Hameed ullah, Dr. Al Wasyeq us Seysyia, Page 316, and Abu Yousaf, Chapter

Al Khiraj, Page 155

¹⁷ بیہقی، ابو بکر أحمد بن الحسن بن علی۔ السنن الکبریٰ۔ باب من اختار الکف عن القطع والتحریق، 9/145

Bayhqi, Abubakar Ahmad bin Al Hussain bin Ali, As Sunan ul Kubra, 145/9

¹⁸ سورة البقرة: 256

Sura Al Baqarah, 256:2

¹⁹ ابن سعد، أبو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الهاشمی۔ الطبقات الکبریٰ۔ باب وفد نجران، 1/358۔

Ibn Saad, Abu Abdullah Muhammad ibn Saad bin Mane'ul Hashim, Al Tabqat ul Kubra,

Chapter Wafd Najra, 358/1

²⁰ شبلی نعمانی۔ الفاروق۔ ص 261

Shibli Numani, Al Farooq, Page 261